ڈاکٹر شبیر احمد قادری
استاد شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی ، فیصل آباد

تدوین میں مآخذ کے اختصارات: ضرورت واہمیت

Dr Shabbir Ahmed Qadri
Department of Urdu, G C University, Faisalabad

The Abbreviations Of Sources in Editing: Necessity and Importance

Emendation and editing of the manuscripts is a pre-eminent branch of the research process. An emender has to face a number of problems in this regard. The discovery and appraisal of a manuscript is an arduous task. For this, one has to be an expert in the area of script concerned, language, rules of the grammar, meter and prosody. An emender has also to resort to the brevity in case he faces different versions of the same manuscript and writing, so that a reader may not feel the burden of unnecessary elongation and repetition. In this article the writer explores the principles and techniques of brevity in the process of editing and emendation of a manuscript.

تدوینی امور میں ایک مدون کو مختلف مخطوطوں اور تصانیف سے استفادہ کرنا ہوتا ہے۔ مدوّن کے لیے ان مخطوطوں اور تصانیف وغیرہ کے مکمل ناموں کا بار بار اندراج تکرارِ محض کے مترادف ہے۔ اس سے تحریر بے وجہ پھیلتی چلی جاتی ہے۔ طوالت کھٹکتی ہے۔ ایسے میں مدونین ایک تکنیک کا سہارا لیتے ہیں۔ وہ یہ کہ مخطوطوں اور تصانیف کو مختصر نام دے دیتے ہیں اور اپنے اس طریقِ کار کی وضاحت ابتدائی صفحات میں کر دی جاتی ہے۔ اس سے تدوین یا مدونہ مقالات کے مطالعہ سے دلچسپی رکھنے والے کو آسانی ہوتی ہے اور مقالہ نگار کو یہ سہولت میسر آ جاتی ہے کہ مقالہ بے جا طوالت اختیار نہیں کرتا۔

اُردو میں تدوین کے متعدد نادر نمونے ملتے ہیں۔ مدوّنین حد درجہ محنت اور عرق ریزی کے نتیجہ میں معیاری کام کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ان مقالات اور مدوّنہ کتب کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مدوّنین نے کس عمدگی سے مخطوطوں اور کتابوں کے ناموں کے اختصار کو حواشی و تعلیقات یا حوالہ جات کا حصہ بنایا ہے۔ اس سے تحقیق و تدوین، کو جو اعتبار ملا ہے وہ نہایت قابلِ قدر ہے۔

تصانیف و مخطوطات پر بحث کرتے ہوئے ان کے ناموں کو برمحل اور با معنی بنانا کار دارد ہے۔ یہی وجہ ہے مدوّنہ اور

مقالات میں اس ذیل میں تنوع پایا جاتا ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ اس حوالے سے ابھی تک کوئی مستند فارمولا تیار نہیں کیا گیا اور نہ اِن اصولوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ بات آگے بڑھانے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند مثالیں پیش کر دی جائیں۔

ڈاکٹر اقتدا حسن نے تذکرہ مخزن نکات (۱) مرتب کرتے وقت جس مطبوعہ وغیر مطبوعہ پر انحصار کیا۔ وہ دو ہیں:

☆ مخزن نکات، نسخہء خطی، مخزونہ انڈیا آفس لائبریری، لندن، کیٹلاگ نمبر B-55

☆ مخزن نکات، نسخہء مطبوعہ، مرتبہ: مولوی عبدالحق، اورنگ آباد، ۱۹۲۹ء

ڈاکٹر اقتدا حسن نے اول الذکر کو ''مخ'' اور ثانی الذکر نسخہ کو ''مط'' کے اختصارات سے ظاہر کیا ہے اور پورے تذکرہ میں اس کا اہتمام کیا ہے۔ بعض مقامات پر اختلاف نُسخ کا یکے بعد دیگرے ذکر کیا ہے۔ مثال کے طور پر نواب امیر خاں انجام کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ۔۔۔۔ ''درزمانِ سلطنت محمد شاہ پادشاہ بہ منصب ہفت ہزاری'' (۲) اس جگہ حوالہ نمبر ۶ لکھنے کے بعد حاشیہ میں یہ تحریر ملتی ہے:

مخ میں ''وخدمات'' تا ''معاصر انش بود'' میں ربط نہیں ہے اس لیے یہ عبارت ''مط'' سے ماخوذ ہے۔ ''مخ'' کی عبارت یہ ہے:

''موجب حسد وغبطہ وخدمات متعددہ سرافرازی داشت، پیش آمدش در معاصر انش بود'' (۳)

مولوی عبدالحق نے ریاض الفصحا (۴) کے مقدمہ میں غلام ہمدانی مصحفی کے تذکروں اور ان کے سالِ اشاعت کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ ہندی گو شاعروں کے دو تذکرے ہیں۔ ان میں بعض شعراء کے حالات مشترک ہیں۔ اس لیے کہیں کہیں بعض شعراء کے حالات کے متعلق رائے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ (۵) مولوی صاحب نے اول الذکر کو مصحفی کے عالم شباب اور دُوسرے کو زمانہء شیب کی یادگار بتایا ہے۔ مولوی صاحب کے مطابق تذکرا اول ہندی گویاں ۱۲۰۱ھ سے قبل شروع ہوا اور ۱۲۰۹ھ میں ختم ہوا۔ تذکرۂ دوم ہندی گویاں ۱۲۲۱ھ کو شروع ہوا اور اس کی تاریخ اختتام ۱۱۹۹ھ ہے۔ تذکرہ فارسی گویاں یعنی عقد ثریا ۱۱۹۹ھ میں تصنیف ہوا۔ مولوی صاحب نے تذکرہ ہندی گویاں کے خدا بخش لائبریری کے نسخہ کو بنیاد بنایا۔ دوسرا نسخہ جسے بنیاد بنایا گیا وہ کتب خانہ ریاست رام پور سے متعلق ہے۔ مولوی صاحب نے مقدمہ کے آخر میں بتایا ہے کہ:

''ن۔ خ سے مُراد نسخہ کتب خانہء خدا بخش خاں ہے اور ن۔ ر سے نسخہ رامپور۔ جہاں صرف ''ن'' لکھا ہے اس سے بھی نسخہ رامپور مراد ہے۔ (۶) گویا مولوی عبدالحق نے ثانی الذکر نسخہ کے دو مخففات کا تعین کیا ہے جو اصولاً درست نہیں ہے۔

مولوی عبدالحق نے غلام ہمدانی مصحفی کے تذکرہ ریاض الفصحا کے مقدمہ کا اختتام جن الفاظ میں کیا ہے اس سے ہمارے اس موضوع کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

''ہندی گویوں کا پہلا تذکرہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے نسخے پر مبنی ہے۔ البتہ اس کا مقابلہ خدا بخش خاں کے کتب خانے کے نسخے سے کیا گیا۔ بعض مشتبہ مقامات کا مقابلہ کتب خانہ مدرسہء ندوۃ العلما سے بھی کیا گیا۔ باقی دو تذکرے خدا بخش خاں کے کتب خانے کے نسخوں کی نقل ہیں۔ بعد ازاں ان تینوں تذکروں کے مبیضوں کا مقابلہ کتب خانہء ریاست رامپور کے نسخوں سے ہوا۔ افسوس ہے کہ کتب خانہ خُدا بخش اور رامپور کے نسخے بہت غلط اور بدخط نکلے۔۔۔۔ حاشیہ میں ان نسخوں کا حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔ (۷)

انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی نے انشاء اللہ خاں انشا کی تصنیف ''کہانی رانی کیتکی اور کنور اودے بھان کی'' کے نام سے پہلی بار ۱۹۳۳ء میں شائع کی۔ جسے مولوی عبدالحق نے ترتیب دے کر مقدمہ لکھا۔ اس کتاب کو بعد ازاں مولانا امتیاز علی

خاں عرشی نے رضا لائبریری رام پور کے دو مخطوطوں کو مدنظر رکھ کر ترتیب دیا۔ اس کے بعد سید قدرت نقوی نے ترتیب دیا اور حواشی اور مقدمہ لکھا۔ اپنے مرتبہ نسخے سے پہلے سید قدرت نقوی نے پیش نظر نسخوں کے اختصارات کو ''تشریح اختصارات'' کے عنوان کے تحت ایک صفحہ پر یوں درج کیا ہے:

ا : نسخہ اول (رضا لائبریری، رامپور)
ب : نسخہ دوم (رضا لائبریری، رامپور) مکتوبہ ۱۲۴۲ھ
من : طباعت اول ۱۹۳۳ء کے حاشیے میں مندرج اختلافات
م : متن مطبوعہ ۱۹۳۳ء (طباعت اول)
ما : متن مطبوعہ ۱۹۵۵ء (طباعت دوم) (۸)

نسخوں کے یہ اختصارات وضاحت کے بجائے الجھاؤ پیدا کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔ نسخہ اول سے ''ا'' کا اختصار مناسب ہے۔ مگر نسخہ دوم کے ''ب''، طباعت اول ۱۹۳۳ء کے ''من''، متن مطبوعہ ۱۹۵۵ء کے اختصار ''ما'' کو کیا کہیں گے۔ تاہم چوتھے نمبر کے نسخے متن مطبوعہ ۱۹۳۳ء کا اختصار ''م'' بہرحال درست ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ سید قدرت نقوی نے قاری کی سہولت کو مدِ نظر رکھنے کے بجائے اپنے طور پر کچھ فیصلے کر لیے ہیں۔ اِن نسخوں کے متبادل مختصر نام بڑی آسانی کے ساتھ متعین کیے جاسکتے تھے۔

رشید حسن خاں نے جعفر زٹلی کی کُلیات ''زٹل نامہ'' کے نام سے مرتب کی۔ (۹) یہ کتاب بھی تدوین کے ذیل میں رشید حسن خاں کے مخصوص رنگ و آہنگ کی ترجمان ہے۔ یہ کتاب ترتیب دیتے ہوئے رشید حسن خاں نے ۱۴ نسخوں کو سامنے رکھا۔ ان میں ۱۰ خطی نسخوں کے عکس بھی شامل ہیں۔ رشید حسن خان نے پہلے ان نسخوں کی ایک مختصر فہرست درج کی ہے بعد ازاں ہر نسخے کا تعارف، اس کی حالت اور مخزونے کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ نسخوں کی فہرست کا اندراج دلچسپی سے خالی نہ ہوگا:

۱۔ خطی نسخہ مخزونہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ، سالِ کتابت: ۱۲۰۶ھ (۹۲۔۱۷۹۱ء)
۲۔ خطی نسخہ مخزونہ ذخیرۂ اشپرنگر، برلن، سال کتابت: ۱۲۱۰ھ (۹۶۔۱۷۹۵ء)
۳۔ خطی نسخہ مخزونہ مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ، سنہ کتابت: ۱۲۱۱ھ (۱۷۹۷ء)
۴۔ نسخہ مخزونہ انڈیا آفس لائبریری، لندن، سنہ کتابت: ذیقعد ۱۲۱۸ھ (۱۸۰۴ء)
۵۔ نسخہ مخزونہ انڈیا آفس لائبریری، لندن، سال کتابت: ۱۲۸۳ھ
۶۔ نسخہ مخزونہ رضا لائبریری رام پور، کتابت بہ عہد نواب احمد خاں متوفّٰی ۱۲۵۶ھ (۱۸۴۰ء)
۷۔ ایضاً ۲، ترقیمہ ندارد
۸۔ نسخہ مخزونہ کتاب خانہ ادارۂ ادبیات اُردو، حیدرآباد، سال کتابت: ۱۲۷۵ھ (۱۸۵۸ء)
۹۔ نسخہ جناب فیروز بخت (کناڈا) ناقص الآخر
۱۰۔ نسخہ خدا بخش لائبریری، پٹنہ، سال کتابت: ۱۲۸۰ھ (۱۰)

چار مطبوعہ نسخے ہیں:

۱۔ مطبوعہ مطبعِ علوی علی بخش خاں (لکھنو) ۱۲۷۱ھ (۱۸۵۵ء)
۲۔ مطبوعہ مطبعِ حیدری بمبئی، سالِ طبع ۱۲۸۴ھ (۶۸۔۱۸۶۷ء)
۳۔ مطبوعہ مطبعِ محمدی (دہلی) سالِ طبع ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء)
۴۔ مرتبہ ڈاکٹر نعیم احمد (علی گڑھ)، سالِ طبع: ۱۹۷۹ء (۱۱)

اس فہرست کے فوراً بعد رشید حسن خاں نے ہر نسخہ کا مدلل انداز سے تعارف کرایا ہے اور ہر نسخہ کا ایک ایک مختصر نام بھی رکھا ہے۔ ان نسخوں کے نام یہ ہیں:

(۱)	نسخہ کلکتہ	(۲)	نسخہ برلن	(۳)	نسخہ آزاد	(۴)	لندن
(۵)	لندن نمبر۲	(۶)	رضا نمبر۱	(۷)	رضا نمبر۲	(۸)	ادبیات
(۹)	بیدار	(۱۰)	پٹنہ	(۱۱)	علوی	(۱۲)	بمبئی
(۱۳)	محمدی	(۱۴)	نعیم				

ان نسخوں کا تعارف صفحہ نمبر ۳۳ سے لے کر صفحہ نمبر ۴۳ تک پھیلا ہوا ہے۔ تاہم رشید حسن خاں نے پہلے تین نسخوں (نسخہ کلکتہ، نسخہ برلن اور نسخہ آزاد) پر زیادہ انحصار کیا ہے۔ اس کا سبب ان نسخوں کا نسبتاً قدیم ہونا ہے۔

خواجہ احمد فاروقی نے اعظم الدولہ میر محمد خاں سرور کے تذکرہ عمدۂ منتخبہ کے ایک نسخۂ لندن پیرس کا ذکر کرتے ہوئے اسے کتابت کے اعتبار سے نسخۂ پیرس سے قدیم تر بتایا ہے۔ اس پر مشفق خواجہ نے لکھا ہے۔ نسخہ لندن کی تاریخ کتابت نامعلوم ہے، ایسی صورت میں ان دونوں نسخوں میں سے کسی ایک کو قدیم تر قرار دینا درست نہیں ہوسکتا۔ [۱۲] اس کے فوراً بعد مشفق خواجہ نے حاشیہ میں بتایا ہے کہ ہماری زبان، علی گڑھ بابت ۱۵/اگست ۱۹۶۰ء (ص ۷) میں ادارے کی طرف سے ایک مضمون میں یہ حاشیہ لکھا گیا ہے ''عمدۂ منتخبہ کا ایک نسخہ انجمن کے کتب خانے میں ہے'' اگر ''انجمن'' سے مراد انجمن ترقی اردو ہند ہے تو یہ بیان درست نہیں [۱۳] ''جن کتابوں کا حوالہ بار بار دیا گیا ہے۔ اُن میں سے بیشتر کے نام جزوی طور پر استعمال کیے گئے ہیں۔ ذیل میں اختصارات کی فہرست درج کی جاتی ہے۔'' اور اختصارات کی یہ فہرست صفحہ نمبر ۲۵ سے لے کر صفحہ نمبر ۲۷ تک موجود ہے۔ مشفق خواجہ کی ترتیب اور اختصارات کا انداز ملاحظہ ہو:

ارمغان	ارمغانِ گوکل پرشاد گوکل پرشاد رسا
بزم	بزمِ سخن سید علی حسن
تحفہ	تحفۃ الشعرا۔ مرزا فضل بیگ قاقشال
خزینہ	خزینۃ العلوم فی متعلقات المنظوم
دستور	دستور الفصاحت احد علی یکتا
کاشف	کاشف الحقائق امداد امام اثر
نکات	نکات الشعرا۔ میر تقی میر
مسرت	مسرت افزا۔ ابوالحسن امیر الدین احمد المعروف امیر اللہ الہ آبادی
یادگار	یادگارِ شعرا۔ اسپرنگر
مرقع	مرقع شعرا۔ رام بابو سکسینہ (مرتب)
سرو	سروِ آزاد۔ آزاد بلگرامی
سفینہ	سفینہ ہندی۔ بھگوان داس ہندی

مشفق خواجہ نے شہروں اور خطوں کے حوالے سے لکھی گئی ایسی کتابوں کے اختصارات بھی تحریر کیے ہیں:

اہلِ دلی	تذکرہ اہلِ دلی۔ سر سید احمد خاں
بنگال	بنگال کا اُردو ادب۔ جاوید نہال
بھوپال	اردو ادب کی ترقی میں بھوپال کا حصہ ڈاکٹر سلیم حامد رضوی

پیرس مخطوطاتِ پیرس۔آغا افتخار حسین

دلی دِلی کا دبستان شاعری۔ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی

لکھنؤ لکھنؤ کا دبستانِ شاعری۔ڈاکٹر ابواللیث صدیقی (۱۵)

انہوں نے کسی جگہ یہ نہیں بتایا کہ عقد کے اشعار باستثنائے بعض حذف کر دیئے گئے ہیں مط کے پڑھنے والے یہ سمجھیں گے کہ خطی نسخوں میں بھی اتنے ہی اشعار میں جتنے مط میں ہیں تو یہ ان کا قصور نہ ہوگا۔ (۱۵) مذکورہ عبارت میں 'عقد' اور 'مط' کے الفاظ عام قاری کے لیے اُلجھن کا باعث بن سکتے ہیں۔ جب تک انھیں یہ معلوم نہ ہو کہ یہ عبارت کس تناظر میں لکھی گئی ہے۔'عقد' سے مراد مصحفی کا تذکرہ ''عقدِ ثریا'' ہے جبکہ ''مط'' سے مراد عقدِ ثریا کا وہ مطبوعہ نسخہ ہے جو مولوی عبدالحق کا مرتبہ ہے اور اسے انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن نے ۱۹۳۴ء میں شائع کیا۔

میر ضیاء الدین عبرت اور غلام علی عشرت کی مشترکہ تصنیف ''پدماوتِ اردو (۱۶)'' ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے مرتب کی ہے اور اس پر ایک بھر پور مقدمہ لکھا۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے اس مثنوی کی متن ترتیب و تصحیح کے لیے مختلف اشاعتوں اور نسخوں کو بنیاد بنایا۔ ان نسخوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ نسخۂ مطبع مصطفائی: مطبوعہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ء

۲۔ نسخۂ مطبع مصطفائی: مطبوعہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸۵۹ء

۳۔ نسخۂ مطبع لکھنؤ: سنہ ندارد

۴۔ نسخۂ ممتاز المطابع: سنہ ندارد

۵۔ نسخۂ شیرانی: قلمی۔ سنہ ندارد

۶۔ نسخۂ مطبع نول کشور: طباعت فروری ۱۸۸۵ء (۱۷)

ان کے علاوہ ۷۔ قلمی اور ایک مطبوعہ نسخہ اور بھی ہے جس سے مرتب و مصحح نے اکتساب کیا اور اپنے نسخہ کو وقیع بنایا۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے حواشی میں مذکورہ بالا نسخوں کے اختصارات یوں درج کیے ہیں:

نسخۂ مصطفائی، نسخۂ لکھنؤ، نسخۂ ممتاز المطابع، نسخۂ شیرانی، نسخۂ نول کشور وغیرہ۔ ڈاکٹر صاحب نے نسخوں کی تفصیلات کو بڑی ہنر مندی کے ساتھ اختصارات میں ڈھالا ہے۔ ان نسخوں کے نام بہت مناسب طریقے سے رکھے گئے ہیں۔ جس سے قاری کو کسی نوعیت کی دِقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ مدون کا اول و آخر مقصد قاری کو سہولت بہم پہنچانا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے اِس مقصد کو بہر حال پیشِ نظر رکھا ہے۔

''نورتن''، محمد بخش مہجور کی تصنیف ہے۔ خلیل الرحمٰن داؤدی نے ''نورتن'' کے مختلف نسخوں کی مدد سے ایک تصحیح شدہ نسخہ تیار کیا جو ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا۔ (۱۸) خلیل الرحمٰن داؤدی نے جن نسخوں کو پیش نظر رکھا اور حک و اصلاح کے بعد ایک نمائندہ نسخہ تیار کیا۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ 'نورتن'، مطبوعہ بہ مطبع مصطفائی لکھنؤ، ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۱ء

۲۔ 'نورتن'، مطبوعہ بہ مطبع نول کشور، لکھنؤ ۱۲۸۲ھ، مطابق ۱۸۶۵ء

۳۔ نورتن باتصویر، مطبوعہ بہ مطبع میور پریس دہلی، ۱۲۸۹ھ، مطابق ۱۸۷۲ء

۴۔ نورتن باتصویر، مطبوعہ بہ مطبع ماہتاب ہند، میرٹھ، ۱۸۵۷ء

۵۔ نورتن، مطبوعہ بہ مطبع محمدی، بمبئی، ۱۳۱۱ھ، ۱۸۹۴ء

۶۔ قصہ نورتن باتصویر مطبوعہ بہ مطبع مفید عام، لاہور (۱۹)

خلیل الرحمٰن داؤدی نے ان نسخوں کے اختصارات ومخففات کے حوالے سے باضابطہ وضاحت تو نہیں کی۔ تاہم متن کے حواشی لکھتے وقت انھوں نے ان نسخوں کے جو مختصر نام رکھے وہ یوں ہیں:

⊙ نسخہ مطبوعہ مطبع محمدی ۱۳۱۱ھ ⊙ نسخہ مطبع مصطفائی ۱۲۶۷ھ

⊙ نسخہ میور پریس ۱۸۷۲ھ وغیرہ

میری رائے میں مذکورہ بالا نسخوں کے یہ اختصارات مناسب ہیں۔ تاہم اختصارات میں یہاں جو سن وسال کا اہتمام کیا گیا ہے۔ وہ تکلف محض معلوم ہوتا ہے اس لیے یہ سارے نسخے مختلف مطبعوں کے زیر اہتمام شائع ہوئے اور ان کے ہجری اور عیسوی سال بھی ایک جیسے نہیں ہیں۔ ایسے میں اختصارات کے بعد سن وسال کا اندراج قطعی غیر ضروری ہے۔ اس لیے کہ سن وسال کا اندراج اس وقت مناسب اور ضروری ہوتا ہے جب کوئی نسخہ ایک ہی ادارے سے دو مختلف اوقات میں شائع ہوا ہو۔

مرزا محمد رفیع سودا کا کلام کلیات کی صورت میں کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ 'کلیاتِ سودا' کا ایک معتبر نسخہ ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی نے تیار کیا۔(۲۰) یہ نسخہ مجھے اس اعتبار سے بھی پسند ہے کہ مدون نے پیشِ نظر نسخوں کی تفصیلات درج کرنے سے پہلے پیش لفظ میں ان نسخوں کے نہ صرف اختصارات ومخففات کی خود ہی وضاحت کر دی ہے بلکہ اس ذیل میں اپنی ترجیحات کا تعین بھی کر دیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی کا یہ بیان یہاں من وعن نقل کر دیا جائے۔ ڈاکٹر صاحب رقم طراز ہیں:

تمام نسخوں کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرنا کچھ مشکل نہ تھا کہ انڈیا آفس کا نسخہ نمبر 'بی ۱۴۶ پی ۳۵۳' بہترین اور معتبر ترین نسخہ ہے۔ اسے میں نے نسخہ جانسن کا نام دیا ہے اور اس کے لیے مخفف 'ج' استعمال کیا ہے۔ میں نے اسی نسخے کو کاپی ٹیکسٹ کے طور پر استعمال کیا ہے یعنی اسے بنیاد بنا کر دوسرے نسخوں کا مقابلہ اس کے متن سے کیا ہے۔ دوسرا بہترین نسخہ انڈیا آفس کا مخطوطہ نمبر ''بی ۱۴۸، پی ۲۴۰۵'' نظر آیا جسے ''نسخہء لیڈن'' قرار دے کر میں نے مخفف ''ل'' استعمال کیا ہے۔ اُس کلام کے لیے جو نسخہء جانسن میں موجود نہیں ہیں، میں نے اسی ''نسخہء لیڈن'' کو کاپی ٹیکسٹ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ تیسرے نمبر پر برٹش میوزیم کا نسخہ نمبر 'اورینٹل ۱۲۱۱۷' ہے۔ جسے 'نسخہء آشفتہ' کا نام دے کر مخفف 'آ' استعمال کیا گیا ہے۔ جو منظومات 'ج' اور 'ل' دونوں نسخوں میں شامل نہیں ہیں اُن کے لیے اسی نسخہء آشفتہ کو کاپی ٹیکسٹ بنایا گیا ہے۔ چوتھے نمبر پر برٹش میوزیم کا نسخہ نمبر ''ایجرٹن ۱۰۳۹' ہے جسے 'نسخہء ایجرٹن' قرار دے کر میں نے مخفف 'ایج' استعمال کیا ہے۔(۲۱)

ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی کی محولہ بالا رائے مدونین کے لیے دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ نسخوں کے اختصارات ومخففات کے لیے مدونین کو کن خطوط پر سوچنا چاہیے، ڈاکٹر صدیقی اس حوالے سے رہنمائی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ''مستعملہ مخطوطات کی تفصیلات'' کے زیرِ عنوان انہوں نے اپنے پیشِ نظر نسخوں کو (ا) اور (ب) حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ '(ا)' کے زیرِ اہتمام سودا کے اردو کلام کے متن کو متعین کرنے کے لیے جن مخطوطات سے رہنمائی حاصل کی انہیں اس طرح بیان کیا ہے:

۱۔ نسخہ جانسن، مخزونہ انڈیا آفس لائبریری : علامت ''ج''
۲۔ نسخہ لیڈن، مخزونہ انڈیا آفس لائبریری : علامت ''ل''
۳۔ نسخہ آشفتہ، مخزونہ برٹش میوزیم : علامت ''آ''
۴۔ نسخہء ایجرٹن، مخزونہ برٹش میوزیم : علامت ''ایج''
۵۔ نسخہء ارسکن، مخزونہ برٹش میوزیم : علامت ''ار''

۶۔ نسخہ بہادر سنگھ، انڈیا آفس لائبریری : علامت ''ب''

۷۔ نسخہ نمبر ۵۹، برٹش میوزیم : علامت ''ف''

۸۔ نسخہ فورٹ ولیم، انڈیا آفس لائبریری : علامت ''فو''

۹۔ نسخہ براؤن، انڈیا آفس لائبریری : علامت ''بر''

۱۰۔ نسخہ یول، برٹش میوزیم : علامت ''ی''(۲۲)

'ب' کے تحت ڈاکٹر صدیقی نے اِضافی و ضمیمی کلام کے لیے ان مخطوطات اور ان کی علامتوں کا اندراج کیا ہے۔ جن کے بارے میں مدون کو یقین نہیں تھا کہ وہ کلام سودا ہی کا ہے:

۱۱۔ نسخہ رضوی، انڈیا آفس لائبریری : علامت ''ر''

۱۲۔ نسخہ نمبر ۱۵۱، انڈیا آفس لائبریری : علامت ''و''

۱۳۔ نسخہ منسٹر، برٹش میوزیم : علامت ''م''

۱۴۔ نسخہ رائٹ، برٹش میوزیم : علامت رائٹ

۱۵۔ نسخہ ایس او اے ایس، اسکول آف اورینٹل اینڈ افریکن اسٹڈیز: علامت ''س''

۱۶۔ نسخہ نمبر ۱۵۳، انڈیا آفس لائبریری : علامت ''نسخہ ۱۵۳''

۱۷۔ نسخہ حیدر آباد، کتب خانہ آصفیہ : علامت ''ح''

۱۸۔ نسخہ ٹرائن : علامت ''ٹرائن''

۱۹۔ نسخہ خدا بخش، خدا بخش لائبریری، پٹنہ : علامت ''خدا بخش''

اس کے بعد ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی نے ہر نسخہ کا مفصل تعارف کرایا ہے اور ایک ذمہ دار مدون ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ ان نسخوں کے تعارف کرانے کا انداز بھی لائقِ مطالعہ ہے۔

ڈاکٹر محمد طفیل نے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والی کتاب ''اردو میں فنی تدوین'' میں شامل اپنے مضمون ''حاشیہ نگاری'' میں مصنف کا نام کے ذیلی عنوان کے تحت ''جلد'' اور صفحہ نمبر کے اختصار کے طور پر بالترتیب ''ج'' اور ''ص'' کے حروف لکھنے کی تجویز پیش کی ہے (۲۳)۔ جہاں تک صفحہ نمبر کے لیے 'ص' کے اختصار کا تعلق ہے وہ درست ہے اور یہ مروج بھی ہے مگر اُردو کی حد تک جلد نمبر کے لیے ''ج'' کا اختصار بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔ محقق اگر جلد نمبر کے لیے ''ج'' کا استعمال کرنا چاہے تو اُسے مقالے میں اس اختصار کی وضاحت کہیں مناسب جگہ پر کر دینی چاہیے۔ کیونکہ اختصار زندگی کی طرح تحریر کا بھی حُسن ہے۔

مقالہ یا کتاب میں استعمال ہوئے مخففات اور اختصارات کی وضاحت مقالہ یا کتاب کے ابتدائی صفحات پر کر دی جائے تا کہ قاری کسی قسم کی الجھن کا شکار نہ ہو۔ مخففات اور اختصارات میں یکسانیت کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔ اشخاص اور کتب و رسائل وغیرہ کے ایسے مخففات اور اختصارات منتخب کیے جائیں جن پر ابہام کی دُھند نہ چھائی ہو۔

حوالہ جات / حواشی

۱۔ ''مخزن نکات'' قیام الدین قائم چاند پوری کا تذکرہ ہے جو فارسی زبان میں ہے۔ یہ اردو کے ابتدائی تذکروں میں سے ایک ہے۔ اسے ڈاکٹر اقتدا حسن نے مرتب کر کے مجلس ترقی ادب، لاہور کے زیرِ اہتمام ۱۹۶۶ء میں شائع کیا۔

۲۔ مخزن نکات، ص ۷۷

۳۔ اقتدا حسن، ڈاکٹر، حاشیہ، مخزن نکات، ص ۷۷

۴۔ غلام ہمدانی مصحفی کے اس تذکرہ کو مولوی عبدالحق نے ۱۹۳۴ء میں مرتب کیا جو اس وقت انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد دکن کے معتمد اعزازی تھے۔ یہ تذکرہ انجمن ترقی اُردو کی نگرانی میں جامع برقی پریس دہلی کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔

۵۔ عبدالحق، مولوی، مقدمہ، ریاض الفصحا (تذکرہ ریختہ گویاں) ص م

۶۔ ایضاً، ص ن

۷۔ ایضاً ص ن

۸۔ قدرت نقوی، سید، کہانی راتی کیتکی اور کنور اودے بھان کی تصنیف، میر انشاء اللہ خاں انشاء، مرتبہ: ڈاکٹر مولوی عبدالحق، مولانا امتیاز علی خاں عرشی، سید قدرت نقوی، کراچی: انجمن ترقی اردو، بار ششم، ۲۰۰۳ء، ص ۴۳

۹۔ ۳۴۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب انجمن ترقی اُردو (ہند) نئی دہلی کے زیرِ اہتمام ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی۔ اِسے رشید حسن خاں نے مرتب کیا۔

۱۰۔ رشید حسن خاں، زٹل نامہ، ص ۳۲

۱۱۔ ایضاً، ص ۳۲

۱۲۔ مشفق خواجہ، جائزہ مخطوطات اردو، لاہور: مرکزی اُردو بورڈ، ۱۹۷۹ء، ص ۱۰۵۹

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۰۵۹

۱۴۔ ایضاً، ص ۲۷۔۲۵

۱۵۔ عبدالودود، قاضی، عبدالحق بحیثیت محقق، ص ۲۳۴

۱۶۔ یہ کتاب مجلس ترقی ادب، لاہور کے زیرِ اہتمام پہلی بار ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔

۱۷۔ ایضاً، ص ۵۸

۱۸۔ یہ نسخہ مجلس ترقی ادب لاہور نے شائع کیا۔

۱۹۔ نورتن، ص ۳۴۔۳۳

۲۰۔ یہ نسخہ مجلس ترقی ادب، لاہور کے زیرِ اہتمام ۱۹۷۳ء میں شائع ہوئے۔

۲۱۔ کلیاتِ سودا، ص ۸۔۷

۲۲۔ ایضاً، ص ۱۳۔۱۲

۲۳۔ محمد طفیل، ڈاکٹر، اُردو میں فنی تدوین، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، ص ۲۱۳